B.A, Part-2, URDU (Hons)

Paper- 2 (Poetry)

Topic: Badli ka Chand: Josh Malihabadi

Dr. Masroor Ahmad Haidri,

Department of Urdu,

J.K College, Biraul, Darbhanga.

جوش ملیح آبادی کی نظم "بدلی کا چاند" کا تنقیدی جائزہ

جوش ملیح آبادی، ملیح آباد، لکھنو میں 1890ء یا 1891ء میں پیدا ہوئے لیکن خود جوش نے 1940ء میں دہلی میں ایک مسودے پر اپنی تاریخ پیدائش 5/ دسمبر 1898ء صبح چار بجے کا وقت لکھا ہے۔ جوش کے گھر پر اکثر مشاعرے اور ادبی محفلیں منعقد ہوا کرتی تھیں۔ لکھنؤ کے بڑے بڑے شاعران کے گھر آیا کرتے تھے۔ ادبی مباحث بھی ہوا کرتے تھے۔ شاعری انہیں وراثت میں ملی تھی۔ جوش نے اپنا جوہر بچپن ہی سے دکھانا شروع کر دیا تھا۔ انہوں نے نو برس کی عمر میں پہلا: شعر کہا

شاعری کیوں نہ راس آئے مجھے

یہ مرا فن خاندانی ہے

شعلہ و شبنم "میں جوش ملیح آبادی کی "زنداں کا گیت"، "ربودگی"، "روح شام"، "پیا بن ناگن"، "کالی رات"، "آواز کی سیڑھیاں"، "فاختہ کی آواز"، "بدلی کا چاند"، "گریہ مسرت" جیسی روح پرور نظمیں شامل ہیں۔ جوش کی شاعری کے اصل جوہر ہمیں ان کی نظموں میں دکھائی دیتے ہیں۔ انہوں نے نظموں میں اپنی فنکاری کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ انہوں نے رومانی نظمیں بھی لکھیں اور انقلابی نظمیں بھی۔ زندگی کا شاید ہی کوئی پہلو ان کی نظر سے بچا ہو۔ عشق اور حسن ان کے خاص موضوع ہیں، لیکن ان کے ساتھ ہی ان کی نظموں میں مناظر فطرت کی بہترین عکاسی بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ حسن کا بیان کرتے وقت انہوں نے حسن کے ہر پہلو کو ملحوظ رکھا ہے اور وہ حسن کو بھی پر شباب حالت میں پسند کرتے ہیں۔

بدلی کا چاند" جوش ملیح آبادی کی نظم ہے۔ جوش ملیح آبادی نے اپنے بارے میں خود دعوی کیا ہے کہ "

کام ہے مرا تغیر، نام ہے میرا شباب

میرا نعرہ انقلاب و انقلاب و انقلاب

جوش نے وطن کے ذرے ذرے سے محبت کی ہے۔ یہاں کی صبح و شام، دریا، پہاڑ، موسم اور پھل پھول انہیں زندگی کے ہر دور میں سب سے اچھے لگتے رہے ہیں جس کا اظہار انہوں نے اپنی نظموں میں بھی کیا ہے۔ مذکورہ نظم "بدلی کا چاند" میں شاعر کہتے ہیں کہ اے دنیا والو! ذرا غور و فکر اور تدبر کی نگاہوں سے دیکھو کہ جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو ظلمت و تاریکی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں اور ایسے مواقع پر بادل میں ایک طرف سے چند لکیریں نظر آنے لگتی ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ چاندی کے اوراق چہار جانب چمک رہے ہیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہر چہار جانب سانولے رنگ کی ایک سیاہی سی دوڑ جاتی ہے اور شام ہونے کے بعد بادل سے چاند کا جلوہ نظر آنے لگتا ہے۔ جب چاند کا حسین نظارہ ہم دیکھتے ہیں تو وہ چاند بادلوں میں چھپ کر آنکھ مچولی کرنے لگتا ہے۔ جب وہ حسین چاند نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے تو ہر چہار جانب تاریکی چھانے لگتی ہے۔ اگر ایسی حالت میں طوفان آجائے تو لوگوں کے دلوں پر خوف و ہراس کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے۔ اس تاریکی میں جو گھٹائیں سمٹ کر ایک جانب ہو گئیں تو سارے عالم میں چاندی کے سفینے دوڑنے لگتے ہیں۔ اس طرح سے اس دنیا کا نظام رواں دواں ہے۔ جب ہوائیں اپنے شباب میں آکر جھونکے مارتے ہوئی چلنے لگتی ہیں اور ایسی حالت میں جب چاند کی طرف نظر جاتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ گرداب میں غوطے کھانے لگی ہے۔ جب ہوائیں تھم جاتی ہیں اور بادل سے چاند اپنا جلوہ بکھیرنے لگتا ہے تو دریاؤں میں تبسم کا چہرہ نظر آنے لگتا ہے، بادل کے گرداب سے نکل کر چاند کا چہرہ ظاہر ہونے لگتا ہے، ہر چہار جانب نور اور روشنی کا راج ہوتا ہے۔ جب چاند کبھی ڈوب جاتا ہے تو سارا فلک پر نور ہو جاتا ہے۔ چاند جب بادل میں الجھ جاتا ہے تو ہر چہار جانب سیاہی سی دوڑ جاتی ہے۔ اگر یہی چاند پورے شباب میں ابھر کر سامنے آجاتا ہے تو ہر طرف ضیاء اور نور کی بارش ہونے لگتی ہے۔

شاعر جوش ملیح آبادی اپنی اس نظم میں لوگوں کو یہ سبق دینا چاہتے ہیں کہ چاند کے حرکات و سکنات سے سمجھ لینا چاہئے کہ نور و ظلمت کیا چیز ہوتی ہے۔ قید کیا چیز ہوتی ہے، آزادی کیا ہوتی ہے؟ اور اس چاند کی حرکات و سکنات سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ انسان کی تڑپتی ہوئی فطرت کا معنی اور مفہوم کیا ہے۔ فطری مناظر کو جوش نے بڑے حسین انداز میں پیش کیا ہے اور اس کی مدد سے جوش نے دنیا والوں کو یہ سبق دیا ہے کہ اس دنیا میں جینے کا کیا مقصد ہے۔ ویسے تو قدرتی مناظر حسین ہوتے ہی ہیں مگر جوش کا کمال یہ ہے کہ الفاظ سے حسی نظارے کو اور حسین تر بنا دیا ہے۔ آخر میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جوش ملیح آبادی نے مناظر فطرت کے مختلف پہلوؤں پر رومانی انداز سے بھرپور بہت سی نظمیں کہی ہیں جن میں "بدلی کا چاند" بھی ایک اہم نظم ہے۔